Fiction Shelve

رشتے محبت کے

مصنف: مسز خاور

ناولٹ

رشتے محبت کے
(از مسز خاور)

رات کی تاریکی نے سارا شہر اپنی آغوش میں لے رکھا تھا اور عالیہ بستر پر لیٹے لیٹے دھیرے دھیرے نیند کی وادیوں میں کھو گئی تھی۔ کمرے میں خاموشی کا راج تھا اور سناٹا تھا کہ گویا ہر چیز تھم گئی ہو۔ نہ جانے کب اس کی آنکھ لگی، اور کب وہ نیند کی دنیا میں گم ہو گئی، اسے خود بھی خبر نہ ہوئی۔

صبح نو بجے کے قریب، ایک ہلکے سے شور نے اس کی نیند کو بکھیر دیا۔ آنکھوں میں ابھی تک نیند کا بوجھ تھا، لیکن باہر سے امی کی آواز سنائی دی۔

"عالیہ! میرا بچہ، اٹھ جاؤ، نو بج چکے ہیں۔ سب نے ناشتہ کر لیا ہے اور تم اب تک سوئی ہوئی ہو۔" امی کی آواز میں پیار تھا مگر ساتھ ہی ایک ناراضی بھی چھپی ہوئی تھی۔

عالیہ نے کسمساتے ہوئے کروٹ بدلی، اور آنکھیں بند رکھتے ہوئے سستی بھرے لہجے میں بولی، "امی، آج تو اتوار ہے، ذرا سا اور سونے دیں نا۔ آج تو کچھ آرام کرنے دیں۔"

ساجدہ، جو کہ اس کی ماں تھیں، دروازے کے پاس کھڑی مسکراتے ہوئے بولیں،

"میرا بچہ، تمہیں پتہ ہے نا کہ گھر میں اور بھی لوگ ہیں؟ تمہارا یوں دیر تک سونا ان کے لیے برداشت کرنا مشکل ہے۔ لوگ باتیں بنائیں گے۔ تمہاری چچی ابھی کچھ سناتی ہوئی آرہی ہو گی، اور پھر وہ کہے گی، 'یہ پھوہڑ لڑکی ملی تھی میرے بیٹے سے رشتہ کرنے کے لیے؟'"

یہ سنتے ہی عالیہ کی آنکھوں سے نیند یکدم دور ہو گئی۔ امی کی باتوں نے اسے جھنجھلا دیا تھا، وہ بیزاری سے بولی، "امی، صبح صبح ایسی باتیں کیوں کرتی ہیں؟ اور رہی بات علی کی، تو وہ مجھ سے بھی بڑا پھوہڑ ہے۔ شرط لگا لیں، ابھی بھی سو رہا ہو گا، اور اگر جاگ بھی گیا ہو گا تو اپنے آوارہ دوستوں کے ساتھ ادھر ادھر گھوم رہا ہو گا۔"

ساجدہ نے مسکراتے ہوئے اسے خاموش رہنے کا اشارہ کیا، "اچھا بس، زیادہ بولنے کی ضرورت نہیں۔ چچی سن لے گی تو دو چار باتیں لگا کر تمہارے ابا کو شکایت کر دے گی۔" انہوں نے پیار سے عالیہ کے سر پر ہاتھ پھیرا اور نرم لہجے میں کہا، "بیٹا،

تم ہماری اکلوتی بیٹی ہو۔ ہم چاہتے ہیں کہ تم گھر کی عزت بن کر رہو، اسی لیے ہم چاہتے ہیں کہ تم اپنے طور طریقے ذرا بہتر کر لو۔"

عالیہ نے اپنی آنکھیں موند لیں، دل میں کچھ بے چینی سی جاگی تھی۔ وہ جانتی تھی کہ امی کی باتوں میں حقیقت ہے، لیکن کچھ باتیں دل پر بوجھ بن کر رہ جاتی ہیں، جنہیں آسانی سے قبول کرنا ممکن نہیں ہوتا۔

ساجدہ نے محبت بھرے انداز میں عالیہ کو گلے لگایا اور کہا، "عالیہ بیٹا، میں تمہارا ناشتہ بنا رہی ہوں۔ ہاتھ دھو کر نیچے آ جاؤ، جلدی سے ناشتہ کر لو۔" عالیہ خاموشی سے اٹھ کر واش روم کی طرف چلی گئی، جبکہ ساجدہ کچن میں ناشتے کی تیاری کرنے میں مصروف ہو گئی۔

عالیہ جلدی سے فریش ہو کر نیچے جانے لگی۔ وہ بے دھیانی میں سیڑھیاں اتر رہی تھی کہ اچانک اس کا سامنا علی سے ہو گیا۔ ٹکر کے ساتھ ہی، عالیہ نے غصے میں چیختے ہوئے مگر دھیمی آواز میں کہا، "سر پھاڑ دیا تم نے میرا! تمہارے پاس آنکھیں نہیں ہیں؟"

علی بھی پیچھے ہٹنے کے بجائے فوراً جواب دینے لگا، "میرے پاس تو آنکھیں ہیں، مگر تمہیں شاید نظر نہیں آرہا، اس لیے بھنگوں کی طرح چلتی آرہی ہو!" علی نے جیسے عالیہ کا موڈ مزید خراب کرنے کی ٹھان لی تھی۔

"عالیہ غصے سے بولی، "تم سے بات کرنا ہی فضول ہے۔

ہاں، تو میں نے کب کہا کہ مجھ سے بات کرو؟" علی نے مسکراتے ہوئے چھیڑا۔"

او، تم سامنے سے ہٹو!" عالیہ نے سخت لہجے میں کہا، اور دونوں کی نوک جھونک" چلتی رہی۔

اتنے میں فاطمہ چچی دور سے آتی ہوئی بولیں، "عالیہ، تمہارا دماغ ٹھیک ہے؟ اپنے منگیتر سے ایسے بات کرتی ہو؟" ان کی بات نے جیسے عالیہ کو جھنجھوڑ کر رکھ دیا۔

عالیہ اور علی حیرانی سے ایک دوسرے کو دیکھنے لگے۔ "امی! یہ آپ کیا کہہ رہی ہیں؟" علی نے بولنا چاہا مگر وہ بھی کچھ کہنے سے قاصر تھا۔

عالیہ نے زخمی نظروں سے علی کی طرف دیکھا اور پھر فاطمہ چچی کی طرف، جیسے وہ الفاظ تلاش کر رہی ہو، لیکن کچھ بول نہ پائی۔ چچی نے سختی سے کہا، "چپ کرو علی، اور اپنے کمرے میں جاؤ۔ تم دونوں ہر وقت لڑتے رہتے ہو!" علی نے تعصب بھری نظر سے اپنی ماں کو دیکھا اور ایک آخری نظر نرم سی عالیہ پر ڈالی، پھر خاموشی سے اپنے کمرے کی طرف چلا گیا۔

عالیہ دل میں کچھ عجیب سی کیفیت لیے کچن کی طرف بڑھ گئی۔

عالیہ کچن میں داخل ہوئی تو ساجدہ نے ناشتہ تیار کر کے ٹیبل پر رکھا ہوا تھا۔ اُس کے چہرے پر بیزاری کی جھلک تھی، جیسے کوئی مجبوری سے ہر دن کی رسم نبھا رہی ہو۔ اُس نے خاموشی سے ناشتہ کیا، دل میں ایک عجیب سی خالی جگہ محسوس کرتے ہوئے۔ دوسری طرف علی اپنے کمرے میں بے چینی سے اِدھر اُدھر گھوم رہا تھا۔ اُس کا دل گواہی دے رہا تھا کہ کچھ ٹھیک نہیں، اُسے عالیہ کے لیے کچھ کہنا چاہیے تھا، اُسے اُس کے حق میں بولنا چاہیے تھا، لیکن ہمیشہ کی طرح وہ خاموش تھا۔

اُسے اپنی خاموشی پر غصہ آ رہا تھا۔ وہ عالیہ کے لیے کیوں کچھ نہیں کر پاتا؟ کیوں اُس کے حق میں آواز نہیں اٹھا پاتا؟ اُس کے دل میں ایک کشمکش چل رہی تھی، جس نے اُسے بے سکون کر رکھا تھا۔

تھوڑی دیر بعد، علی نے خود کو کچن کی طرف بڑھنے پر مجبور کیا۔ وہ جانتا تھا کہ اُسے کچھ کہنا چاہیے، کچھ دلاسہ دینا چاہیے۔ جب وہ کچن میں پہنچا تو دیکھا کہ عالیہ ڈائننگ ٹیبل پر بیٹھی چائے پی رہی ہے۔ علی نے ایک کرسی کھینچ کر اُس کے سامنے بیٹھتے ہوئے آہستگی سے کہا، "عالیہ..."

"جی؟" عالیہ نے بغیر کوئی جذبہ ظاہر کیے مختصر سا جواب دیا۔

علی نے ایک لمحے کے لیے خاموشی اختیار کی، پھر دل کی گہرائیوں سے نکلی ہوئی آواز میں بولا، "ائی ایم سوری یار... غلطی میری ہے۔ میں نہیں جانتا کہ میں کیوں تمہارے سامنے یا امی کے سامنے کچھ کہہ نہیں پاتا۔ اُس دن تو میں مذاق کر رہا تھا، لیکن اگر تمہیں برا لگا ہو، تو میں معافی چاہتا ہوں۔"

عالیہ نے اُس کی طرف دیکھتے ہوئے ایک ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ کہا، "کوئی بات نہیں علی، میں ایسی چھوٹی چھوٹی باتوں پر ناراض نہیں ہوتی۔ اور اس میں تمہاری کوئی غلطی نہیں تھی۔"

یہ کہہ کر عالیہ خاموشی سے اپنی کرسی سے اٹھی اور کمرے کی طرف چل دی۔ علی نے اُسے جاتے ہوئے دیکھا، دل میں ایک عجیب سا سکون محسوس کیا۔ لیکن یہ سکون مکمل نہیں تھا۔ کہیں نہ کہیں وہ جانتا تھا کہ یہ خاموشی، یہ کہے بغیر گزر جانے والے لمحے، ان کے رشتے کی جڑوں میں چپکے سے کوئی دراڑ ڈال رہے تھے۔

عالیہ اور علی کی شادی کو ابھی تین ماہ ہی ہوئے تھے، مگر ان کا رشتہ محبت اور خوشیوں سے لبریز تھا۔ علی عالیہ کا ہر لاڈ اٹھاتا، اور عالیہ کی آنکھوں میں محبت کی چمک علی کے لئے دنیا کی سب سے قیمتی چیز تھی۔ دونوں ایک دوسرے کا بہت خیال رکھتے اور ایک ساتھ زندگی کے حسین لمحے گزار رہے تھے۔

مگر اس خوشحال زندگی میں ایک تلخ سایہ بھی تھا——فاطمہ چچی، علی کی ماں۔ وہ ہر موقع پر عالیہ پر طنز کے تیر برساتیں، خاص کر جب سے شادی ہوئی، ان کا واحد

نشانہ عالیہ کی اولاد نہ ہونے کا مسئلہ تھا۔ عالیہ، جو اندر سے نازک اور حساس تھی، ہر طنز پر خاموشی سے اپنے آنسو پیتی، لیکن جب علی کو اپنی ماں کے زہر آلود الفاظ کا علم ہوتا، تو وہ فوراً اپنی بیوی کی ڈھال بن جاتا۔ وہ ماں سے الجھتا اور عالیہ کی حمایت میں کھڑا ہوتا، کیونکہ وہ جانتا تھا کہ یہ باتیں عالیہ کو کتنا دکھ دیتی تھیں۔

فاطمہ چچی کی باتوں میں دن بدن شدت آتی جا رہی تھی۔ وہ اب بار بار عالیہ سے سوال کرتی کہ اولاد کب ہو گی؟ عالیہ کے لیے یہ الفاظ ایسے تھے جیسے ہر روز نیا زخم دیا جا رہا ہو۔ ہر طعنہ اس کی روح کو چیرتا اور اسے بے بس کر دیتا۔

اس دن بھی جب علی کمرے میں آیا، تو عالیہ خاموش اور مایوس بیٹھی تھی۔ علی تھکا ہوا تھا، مگر جیسے ہی اس نے عالیہ کو دیکھا، اس کی ساری تھکن ختم ہو گئی۔ عالیہ نے بھی پیار بھری نظروں سے علی کو دیکھا اور نرمی سے کہا، "علی، آپ آ گئے؟"

علی نے مسکراتے ہوئے جواب دیا، "ہاں، میں آ گیا ہوں۔" عالیہ فوراً اٹھی اور بولی، ""آپ بیٹھیں، میں آپ کے لیے کھانا لاتی ہوں۔

کھانے کے بعد جب علی آرام سے بیٹھا تو عالیہ نے جھجکتے ہوئے علی کا ہاتھ تھاما اور دھیرے سے کہا، "علی، کیا آپ کل مجھے ہسپتال لے جائیں گے؟" علی نے حیرانی سے اس کی طرف دیکھا اور پوچھا، "کیا ہوا؟ سب ٹھیک تو ہے؟"

عالیہ نے آنکھیں جھکا کر کہا، "فاطمہ چچی نے کہا ہے کہ مجھے ابھی تک اولاد نہیں ہوئی، شاید مجھے کوئی مسئلہ ہے۔ میں ڈاکٹر سے چیک کروانا چاہتی ہوں تاکہ کوئی خدشہ نہ رہے۔"

علی نے حیرت سے عالیہ کی طرف دیکھا، "یہ تم کیا کہہ رہی ہو؟ ابھی ہماری شادی کو زیادہ وقت نہیں ہوا اور امی ایسی باتیں کر رہی ہیں؟ میں ان سے بات کروں گا۔"

علی نے اٹھنے کی کوشش کی، مگر عالیہ نے نرمی سے اس کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا، "نہیں، علی! وہ آپ کی ماں ہیں۔ ان کا پوتا پوتی دیکھنے کا خواب ہو گا۔ آپ ان سے کچھ مت کہیے۔"

علی نے ایک لمحے کے لیے سوچا، پھر عالیہ کی طرف محبت بھری نظروں سے دیکھا اور کہا، "ٹھیک ہے، میں امی سے کوئی بات نہیں کروں گا۔ لیکن اولاد تو اللہ کے ہاتھ میں ہے، جب وقت آئے گا، سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا۔ ابھی ہمیں ڈاکٹر کے پاس جانے کی کوئی ضرورت نہیں۔"

عالیہ نے علی کی طرف دیکھ کر مسکراتے ہوئے ہاں میں سر ہلایا، مگر دل میں بے چینی اب بھی برقرار تھی۔ فاطمہ چچی کی تلخ باتیں عالیہ کے ذہن میں گھر کر چکی تھیں۔ وہ خود کو سوالوں میں الجھتی محسوس کرنے لگی: "کیا واقعی میرے ساتھ کوئی مسئلہ ہے؟ اگر اولاد نہ ہوئی تو کیا علی کا رویہ بھی بدل جائے گا؟"

یہ خیالات عالیہ کے ذہن میں ایک بھاری بوجھ بن چکے تھے، جو اس کی خوشیوں کو دن بدن دیمک کی طرح چاٹ رہا تھا۔

وقت کی رفتار ہمیشہ دھیرے دھیرے چلتی ہے، لیکن بعض اوقات اس کا بوجھ دلوں پر بہت بھاری ہوتا ہے۔ عالیہ اور علی کی شادی کو ایک سال ہو چکا تھا، مگر اس ایک سال میں جو زخم عالیہ کے دل پر لگے تھے، وہ رفتہ رفتہ اس کی روح کو جھنجوڑ

رہے تھے۔ فاطمہ چچی کے طنزوں کا وار جیسے ہر دن اس کے وجود پر ہوتا تھا۔ عالیہ خاموش رہتی، برداشت کرتی، اور دل میں یہ امید لیے کہ شاید ایک دن یہ سب ختم ہو جائے، مگر یہ طنز اور طعنے بڑھتے ہی جا رہے تھے۔

آج کا دن بھی ایسا ہی تھا۔ عالیہ دوپہر میں ہال میں آئی، جہاں فاطمہ چچی اپنی پڑوسن کے ساتھ بیٹھی تھیں۔ پڑوسن مٹھائی لائی تھی، اور باتوں باتوں میں اس نے وہی پرانا سوال دہرایا جو عالیہ کے دل کو چھلنی کر دیتا تھا، "فاطمہ، کوئی خوشخبری؟ بہو کی طرف سے؟"

فاطمہ چچی کا چہرہ بدل گیا، ان کی آنکھوں میں وہی پرانا طنز ابھر آیا۔ انہوں نے عالیہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا، "جب قسمت ہی خراب ہو، تو خوشی کی خبر کہاں سے آئے گی؟"

عالیہ کا دل اس لمحے جیسے ٹوٹ گیا۔ اس کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے، مگر وہ کچھ بول نہ سکی۔ وہ خاموشی سے وہ سب کچھ سہ رہی تھی، جو اس کے دل کو اندر سے کھا رہا تھا۔

پڑوسن نے آگ میں مزید تیل ڈالتے ہوئے کہا، "اور عالیہ، تم کیا کرتی ہو سارا دن؟ جب اولاد نہیں ہے تو وقت کیسے گزرتا ہے؟"

فاطمہ چچی نے طنزیہ مسکراہٹ کے ساتھ کہا، "دل جلانے کے علاوہ اور کیا؟"

یہ جملے عالیہ کے لیے ناقابل برداشت ہو چکے تھے۔ اس کا دل چیخنے لگا، مگر اس کی زبان خاموش رہی۔ اسی وقت، علی جو کمرے کے قریب کھڑا تھا، اس نے سب کچھ سن لیا۔ آج اس کے دل میں صبر کا پیمانہ لبریز ہو چکا تھا۔

علی غصے سے ہال میں داخل ہوا اور اپنی ماں کے سامنے کھڑا ہو گیا۔ اس کی آنکھوں میں آگ تھی، مگر الفاظ میں درد چھپا تھا۔ "امی، آپ کو کیا لگتا ہے؟ جن کی اولاد نہیں ہوتی، کیا ان کے گھر کا کام ختم ہو جاتا ہے؟ عالیہ دن بھر گھر کا کام کرتی ہے، اور آپ کو وہ بھی نظر نہیں آتا؟ کیا جن کی اولاد نہیں ہوتی، وہ برتن دھونے سے بچنے کے لیے شاپر میں کھانا کھاتے ہیں؟ کیا وہ کپڑوں کی جگہ پتے پہنتے ہیں تاکہ دھونا نہ پڑے؟ عالیہ جو رات دیر تک سوتی تھی، میری خاطر صبح سویرے اٹھتی ہے۔ وہ

میرے لیے اپنی ساری عادتیں بدل رہی ہے،اور آپ کو اس کی کوئی قدر نہیں ؟ کیا "یہ اس کے ساتھ زیادتی نہیں ؟

علی کے الفاظ نے فاطمہ چچی کو اندر سے ہلا کر رکھ دیا۔ پہلی بار انہوں نے اپنی غلطیوں کو محسوس کیا۔ان کے دل میں احساسِ ندامت پیدا ہوا کہ انہوں نے عالیہ کے ساتھ کیا سلوک کیا ہے۔ کیا وہ واقعی اس محاورے کو سچ کر رہی تھیں کہ ""ساس کبھی ماں نہیں بن سکتی ؟

فاطمہ چچی نے لرزتے قدموں کے ساتھ عالیہ کے قریب جا کر اس کے سر پر ہاتھ رکھا اور کہا، "بیٹی، مجھے معاف کر دو۔ میں نے تمہارے ساتھ بہت زیادتی کی "ہے۔

عالیہ نے آنسو بھری آنکھوں سے اپنی ساس کی طرف دیکھا اور پہلی بار دل میں سکون محسوس کیا۔ برسوں کا بوجھ جیسے ایک لمحے میں اتر گیا تھا۔اس کے دل کی دھڑکنوں میں ایک نئی امید اور خوشی پیدا ہو چکی تھی۔

چند دن بعد، فاطمہ چچی نے عالیہ کو مشورہ دیا کہ وہ سورۃ مریم 41 دن تک پڑھا کرے۔ ان کا ایمان تھا کہ اللہ اس کی دعاؤں کو قبول کرے گا اور اسے اولاد کی نعمت سے نوازے گا۔ عالیہ نے پکے دل اور یقین کے ساتھ سورۃ مریم اور سورۃ یاسین پڑھنی شروع کی۔

مہینے گزرے، اور ایک دن عالیہ نے اپنے اندر ایک عجیب سی خوشی محسوس کی۔ اللہ نے اس کی دعائیں سن لی تھیں۔ عالیہ اور علی کو اولاد کی خوشخبری مل چکی تھی۔ جب یہ خبر فاطمہ چچی تک پہنچی، ان کی آنکھوں میں خوشی کے آنسو تھے۔ انہوں نے عالیہ کو گلے لگایا اور اللہ کا شکر ادا کیا۔

یوں، ان کا گھر خوشیوں سے بھر گیا۔ ایک چھوٹی سی مسکراہٹ، ایک ننھی ہنسی نے ان کی دنیا کو مکمل کر دیا تھا۔

(ختم شد)